
Registered No. A 783
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MEN ARE NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

[illegible]

جلد ۱۰ — نمبر ۷

مضامین غیر

۱۸ فروری ۱۹۲۵ء

اثر خامہ جناب منشی مقبول حسین صاحب ظریف در مشاعرہ معین الادب
بر تمہید ردائی طرح ہذا

مطلع اول

کس قدر کی تنگ دروقافیہ پیمائی نے — آگے ہر شعر میں چھوٹی ہے فقط ڈھائی (نے)

مطلع سوم۔ شہری عوام کی زبان کا نمونہ

بیٹھنے پر نہ بھری ہای کسی ربالی نے — اتنے کھٹمل کیے پیدا تری چرپائی نے

مطلع چہارم و پنجم میں (پرشین اُردو کا نمونہ)

مطلع چہارم

دستانچکردیا اسکونبرول اسکائی نے — مگھ نہ پاکٹ میں دکھایا مگر اک پائی نے

مطلع پنجم

کیا نہیں بانک کیا تم سے تھاکس آئی نے — تم کو اس گت کو ہے پہونچایا نکٹ لائی نے

اخباری اُردو کا نمونہ

حسنی تھیٹر میں یہ بمبئی کے برقیات — جان لی باوے کی زلف کے سودائی نے

مولویانہ اُردو کا نمونہ

حسن داد تو یہ تحقیق نہیں تجھ سا کوئی — پیچ دل کے یہ کہا آپ کے شیدائی نے
پیچ زہن انہوں کے اس بات کو رکھو محفوظ — تا علیت کی علامت ہے سیاں بجائی (نے)

اُردوے معرب

قد غار بنا شکل محاریب ہیوت — اعوجاج اتنا دکھایا اسے انگڑائی نے

سدیشی اُردو

شیلت پنی سبھا میں نہ کیا کنتو اسے — لاکہ سمبادنہ کی آپ کے خیدائی نے
سکہ ہیہ پڑا یہی تھا کہ سدا چار بتائیں — کنتو اثر نہ دیا مجھ کو کسی بھائی نے
دس سنگے تو تجھے سنجو اس نہیں ہے مجبور — پرش کیول یہ کیا ان کی سیمائی نے

سیمابی اُردو مرسوم بہ اُردوے لطیف

مطلع ششم

یورش غم سے کہا شورش سودائی نے — مضطر شوخی جذبات کیا دانائی نے

مطلع ہفتم

برق کو گھوم کے دیکھا جو تماشائی نے — جو نک دی جھوم کے برچھی قدر عنائی نے
علم فطرت میں ہوئی شعلہ نما برق بنا — کی جو بیگانہ نوازی رخ رعنائی نے

وہ کسی غنچہ عریاں کی تبسّم پاشی — برق فطرت یہ نظر کی جو توانائی نے
نصف قطرہ کو لہو کے گل دگلزار کیا — موج خیز اثر سبزہ بینائی نے
موج کے دوش پہ آسودہ ساحل کی ہے لاش — سانس مستانہ جو لی بحر کی گہرائی نے
دل ہوا مانع نظارہ محفل سے — لب خاموش بنایا تری گویائی نے
شبنم اشک بہ کاں صبح پہ وبال کش — دل کو گرمایا مگر آبلہ فرسائی نے
گل شبنم زدہ ہے ساغر سیمابی رنگ — خون پیمانہ کیا ریزش صہبائی نے
کہہ بھی سکتے تھے ظریف ایسی غزل شستگی — بڑھ کے کرتی نہ اگر حوصلہ افزائی (نے)

نثریہ

اب دو رنگی غزل اک سنیئے حضور والا — مجھ کو مجبور کیا ہے مری یکتائی نے
ہے کسی شعر کے اندر تو پرانی تخئیل — نئی تخئیل کسی شعر میں ہے لائی (نے)

(تخئیل قدیم)

ہونٹ چاٹے نہیں کیا کیا لب گویائی نے — شب کو حلوا جو کھلایا اسے حلوائی نے

(تخئیل جدید)

نوش کو نیش کیا یار کی گویائی نے — لے لئے کرسمار ہالکنت نے جو ہرائی (نے)

(تخئیل قدیم)

تنگئے جوبن وہ نکالا تری انگڑائی نے — کرلی نیچی نظر آخر کو تماشائی نے

(تخئیل جدید)

دانت ڈالا جو ذرا چشم تماشائی نے — پر پرواز نکالے تری انگڑائی نے

(تخئیل قدیم)

بانچا سر میں رہی گنبد نوں کے برسوں — لال نیفہ سے ترش کرے ابھی آئی (نے)

(تخئیل جدید)

بیت میں اک صفت فرشگاں کی بنا کر چھوڑو — مثل بڑھیوں کے دیا کرتی ہے ستھرائی نے

(تخئیل قدیم)

کھوند کھوند اسقدر اس چاٹ کے از نہیں — تنگ آتے میں نے کیا اور مجھے مرزائی نے

(تخئیل جدید)

ہاتھ کو ہاتھ نہیں اب تو سجھائی دیتا — پردہ آنکھوں پہ یہ ڈالا شب تنہائی نے

(تخئیل قدیم)

سبزۂ جادہ ذوق دیکھ کے لوٹ ہے دل — پاؤں پھسلا کے تو چوٹ کیا اس کائی نے

(تخئیل جدید)

دل وارفتہ تو آنا تھا آیا تجھے ہوش — رات بھر گو کہ جھنجھوڑا غم تنہائی نے
اپنے ہی رنگ میں پڑھتے نہیں کیوں شعر ظریف — منع کیا کر دیا ہے طبع کی گہرائی نے

مطلع

پا بگل آہ کیا جادہ کی گہرائی نے — لی خبر جانی نے یوسف کی نہ بھوجائی نے
کوئی بھید نہ دیا ایک تماشائی نے — سیکڑوں کھائیں قلابازیاں سودائی نے
اپنے عشاق سے بیکار ہو جانے کی — کھینچی تصویر مکمل تری انگڑائی نے

چاک دامن کو سبب شہرت جلاد کے
تیرے عاشق کے زباں خانے میں آئی قمری ہی
جاں عشاق کا اندیشہ ہے اسے نرم حکیم
یہ نگیوں سے مردے کی غرض نے کہا
کیا تال کشورے کی دکھا دی آخر
وہ ترا چہرۂ رنگیں وہ ترا حسن صبیح
مجھکو آئے جان جہاں تک مسیحا کا لقب
تیر مژگاں سے بچانے کے لیے قلب و جگر
تیرے دروازے کی چوکھٹ میں گرے خانہ
دم نکل جائے گا فیشن کا جو یہ حال رہا
وکلا جاتے ہیں خوب کرو قوموں کا
تاج اماموں کا پڑتا تو کہاں پر پڑتا
فصل سرما میں گر کوئی ہوئی کانفرنس
مرکز کوہ الم دل کا سیہ نقطہ ہے
وہ سمجھتے ہیں کہ گھٹوا کے بنے آئینہ رو
قافیہ تنگ کیے دیتی ہے بے طرح الف

پوچھا جب حضرت یوسف کے جو بھائی نے
قیس دو فرہاد کو جھوٹا تھا جس دائی نے
مار ڈالا تیرے انداز مسیحائی نے
بالقہ بند کیا قبر کی تنہائی نے
جوش وحشت میں مری بادیہ پیمائی نے
چاہے کا لطف دوبالا کیا بالائی نے
میرے نزدیک دیا ہے کسی عیسائی نے
کہ دو عشاق سے بادعا کریں جا کر یہ
ہم سے دیوانوں کی ہر وقت جبیں سائی نے
بڑھ کے کاریگر کا گھونٹ دیا نائی نے
دل بڑھایا ہے فقط نیس کی پر چھائی نے
خانۂ دل میں جگہ پائی نہ انگنائی نے
ٹانگ پکڑی تھی مرنے کی جب پائی نے
بوجھ پربت کا سنبھالا ہے اسی رائی نے
سب ہیں آہنوں میں بنیں ہوں لیا نائی نے
بزم سادہ میں کس طرح سے گھس آئی ڈھائی نے

سبھا بگاڑ

نمبر ۲

(تتمہ ۱۰ فروری ۱۹۳۰ء)

خیر یہ تو ازل سے ہوتی آئی ہے۔ سبھا بگاڑوں سے دنیا کبھی خالی نہ تھی خصوصاً ہمارا ہندوستان تو صدہا برس سے سبھا بگاڑوں کے رحم پر جیتا ہے۔ دوا بجارت جنگ سکندر، محمود غزنوی کے حملے۔ غوری، خلجی، لودی، بابری زمانہ یہ سب بھول بھلیاں کی نذر ہو گئے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے جس عقل و فہم سے سبھا بگاڑنے کا مستحسن عالیشان کام انجام دیا تھا اسکا شمہ بھی نہیں مٹا کر انگار ا کہلایا گیا ہے۔ اب اس صورت زیبا کا دھندلا سا خیال دماغ میں موجود ہے جو ہر سب ہاتھ میں پیسے سونی پچپک جیسی ... سرمہ۔ کجلوٹی، منہی رومال۔ چھوٹے نگینوں کے زیور پوٹلی میں باندھے ٹھیا ٹیکتی آتی کا ہنتی ایک عورت تو تیرے میرے دروازہ پر ششیہ موتی مرمی سوتی ملا کر دو آئینہ کنگھی کی صدا لگاتی پھرتی تھیں دوسری جانب منگنی بگاڑ کی طرح میکے سسرال میں سے تیتے لڑانے اور پھڑ والانے پن کی خدمت انجام دینے کی تخم ریزی فرماتی جاتی تھیں۔ آجکل سبھائیں بنانے کا چلن زیادہ ہے سبھا بگاڑنے کا فرض بھی سبھاؤں کے ذریعہ ادا ہوتا ہے۔ ان سبھاؤں کے مختلف نام ہیں کہیں سوسائٹی ہے کہیں کانفرنس ہے کہیں لیگ ہے کہیں کمیشن ہے کہیں کمیٹی ہے کہیں یونین ہے کہیں پارٹی ہے۔

جب ہمارے زمانہ کے بگاڑوں کی سبھا بگاڑو ولیم شہنشاہ جرمنی نے یورپ کی سبھا کی ایک میکے سسرالوں میں دورہ ڈالنے کے بہتا چلا دیا تو وہ دورہ دوستی بھائی بنتی ہمارے شاہی زمانے والے منگنی بگاڑ کے حقیقی منشی صاحب نے بناوٹ کے جیسی میں بگاڑ کر ایسی خوبصورتی کے ساتھ پیدا کیا کہ وہ جھی دودوما نجھے کا جوڑا جوڑا کیسا کیسی جگہ سے جہیز کے صندوق سمیت دلہن کی ڈولیاں واپس ہو گئی انگلستان روس جرمنی عرب عرض عرب غرض ہر مقام پر نیزہ و خنجر و خون ہونے لگا تب تجہیز سبھا ہوئی کل فلاں سبھا پرسوں تحقیقاتی کمیشنوں کی دھوم جھوٹی اسی کے ساتھ ہندوستان میں ایک نئے قانون صاحب نے سر اٹھایا جنکا نام نامی و اسم گرامی اب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ہے پہلے مرفارس اسکیم تھا ہمارے پرانے منگنی بگاڑ کی ڈیڑھ بالشت میں رہیں۔ ادھر اس قانون کے دفعات دیکھئے اور ادھر انکی صورت زیبا آنکھوں کے نیچے پھر گئی یہ مبارک قانون ٹھیک اسی طرح بن جاتے گھر پر چڑھ دونا جس طرح منگنی بگاڑ صاحب علیہ الرحمہ ڈولی پر سوار ٹھیک دوپہر کے وقت بیاہ کن کی گرمیوں میں لوگوں کے دروازوں پر ایک پڑتے تھے۔ اور اپنی سواری کے ساتھ ایک دوسرے قانون کو بھی بیٹے آئے جسکا نام رولٹ ایکٹ مشہور ہے۔ دونوں میں سبھا بگاڑنے کی قابلیت کی بڑی خوبی تھی مگر جناب رولٹ ایکٹ کچھ ایسا طرز بنا چوڑا جاتا کہ منگنی ادھار جیسی سے ساتھ یہ خدمت انجام نہ دے سکا چلا ہوں۔ گو آثار بیجا دی اور جب لوگوں کی سبھا بگڑنے والی تھی وہ وجہ کئے ہوتے وہ تو خیریت گزری کہ نقیب صاحب کے ہاتھ میں ہتھیار تھا مقابلہ کرنے والے نہتے تھے ورنہ بڑی مشکل ہوتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ جیمسفورڈ صاحب کی حکومت کسی قدر بے وقوف تھی اسے سبھا بگاڑنے میں اتنا سلیقہ نہ تھا جتنا منگنی بگاڑ کو تھا۔ ہاں مگر فخر اور گھے ہمارے لارڈ ریڈنگ کو ان کی روح کی تو ان سے سیکڑوں منگنی بگاڑ اور سبھا بگاڑو ملکہ باطن کی بھر پور فدا ایسی خوبصورتی سے سبھا بگاڑی کہ دل وجد کرتا ہے۔ تو یہ چاہیے ہیں ڈولی پر چڑھ کے سوراج کے میکے سسرال گئے نہ اپنی زبان سے دولہن دولہا کی ہجو ہجی کی۔ سبھا بگاڑ ہو تو ایسا ہو۔ کاش کہیں کہیں کے سبھا بگاڑی دعوتیں کھا کھا کے سبھا بگاڑی ناچ ناچ کے سبھا بگاڑی۔ گھر بیٹھے سبھا بگاڑی کیسی منگنی کہاں کا بیاہ۔ باقی سب شب برات کی آتشبازی ہو گئے۔ دولہا میاں کے گھر میں پچھنڈ رکھی دولہن کا سہرا پھلجھڑی بناب یہ دونوں وجہ سے نہ سسرال اجیل تھا نہ جانے کی آرزو۔ کوئی ذات بنیاد پر رہا ہے کوئی گڑ سے مردے اکھاڑ رہا ہے۔ کوئی پرانے برتاؤ کا کٹھا ہے۔ کہیں سر پھٹول ہے۔ کہیں گل پھلول ہے۔ کہیں چرخا گھمول ہے۔ شادی بیاہ کا پتا نہیں اپنے حق مہر ڈیڑھ کرور سالانہ کا فرد خرچ کا دعوے دار۔ ملک کے نان و نفقہ کا ذکر بالکل نسیاً منسیاً۔ ساری سبھا کی سبھا سو انیس ہی بیچارہ زندہ بے خبرے ست ورانہ غم پاؤں پہ پروائے سر لیت

نے خویش نہ بیگانہ نہ دشمن نے دوست
نے مردہ نہ زندہ بو العجب جانورست

ایک کہتا ہے ؎

از صحبت خلق ذرہ فائدہ نیست
جز خون جگر ہیچ دریں مائدہ نیست
از ہر کہ نشان مردمی پرسیدم
گفتا کہ دریں دیار ایں مائدہ نیست

دوسرا کہتا ہے ؎

سرگشتہ دلم ز آرزو سے ماندہ است
در چنبر زلف ماہروئے ماندہ است
ایں خیر ہمیشہ بود زنجیر گسل
دامروز چنیں بستہ موئے ماندہ است

تیسرا اپنی جوانی ما نجا ڈھیلا لفنہ سرا ہے ؎

ہیچ است وجود زندگانی ہم ہیچ
ویں خانہ و فرش باستانی ہم ہیچ
از شیوہ و نقد زندگانی ہم ما
سرمایہ جوانی است جوانی ہم ہیچ

اور سوا پانچ تماشا ملاحظہ فرمائے اور کہتے ہیں ؎

در راہ نیاز خستہ ما یہ بودن
پیوستہ حریص درد ما یہ بودن
مردی نبود گر بغمش سوے وصال
در روز فراق مرد ما یہ بودن

اور خاکسار اور بار عرض کرتا ہے ؎

در ملک خدا تصرف آغاز مکن
چشم سر خود لبیب گس باز مکن
سر دل ہر بندہ خدا می داند
در خود نگر و فضولی آغاز مکن

راقم ادبار الملک

تنقید ناقد بر پروین و عاقد

اے حضرت! خدا کے لیے اس لفظ کو جیر دیں نہ بکھیے یہ پروین ہے پروین ؎

قدیم روایات پر یقین رکھنے والے کہتے ہیں کہ جناب زہرہ جان جب ہاروت ماروت کو بابل کا کنواں جھنکا چکیں اور سیدھی آہ عاشق کی طرح بالائے آسمان پہونچیں تو دُنیا سے تھوڑا سا نورانی مادہ نیچے کے پیٹ میں ساتھ لیتی گئی تھیں فرشتوں کے احتراضات اور رانس گندہ کی شکایت نے مجبور کیا کہ گزرک ہونے سے پہلے جو کچھ جیب سے خرچ ہو جائے۔ اس جسم خاکی کے نصیبوں میں جو نور کا مقابلہ لکھا تھا گرد خاک پر بیٹھی جھول کو کیہ نجبہ غنیمہ کے نام سے جن چکی تھیں اسی تنا سبب فلک کے ناپے میں بند ہوئیں تو تابڑ توڑ انڈے دینے لگیں ان انڈوں کے مجموعے کو نیا آسمان والے پروین کہتے ہیں عرب والے ثریا نام رکھتے ہیں۔ مگر تحقیق طلب یہ ہے کہ مرغان خاکی تژدکا عنایت کیا ہوا مادہ خدا جانے کس طرح اکبر آباد کی سرزمین پر ٹھیک پڑا انڈے گندے ہو گئے یا کسی اصیل مرغ نے لات رسید کی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ "پروین" نام ایک ماہواری آگرہ سے جاری ہوا ہے چھوٹی سی تقطیع ہے۔ سرورق پر ۰ ۰ ۰ کے نیچے ارض تاج کا ضوفشان ادب صحیفہ" لکھا ہوا ہے اسکے نیچے موٹے قلم سے "پروین" اور اسکے نیچے عاقد پر مجبور یا لال شام اکبر آبادی دو سطروں میں تحریر ہے۔ قابلیت اور علمی استعداد ٹائیٹل (سرورق) میں ٹھیک اُسی طرح لٹکی ہوئی ہے جیسے مرغی کی چونچ میں رینٹ۔ کیا کہنے کہ پروین ایک چھوٹے چھوٹے ستاروں کا جھمکا ہے اس جھمکے کو عربی میں عقد (بکسر عین) کہتے ہیں اڈیٹر صاحب نے "عقد" کا فاعل "عاقد" گڑھ لیا اور یہ نہ سمجھے کہ "عاقد" کے معنی کیا ہیں۔ اگر وہ لغت دیکھتے تو شاید اپنے نام کے ساتھ اس لفظ کو نتھی نہ فرماتے کون شخص ہے جو کنویں کا گھیر اپنا پسند کرے یا گردن مروڑیں پر سکنے والے آ ہو کا لقب ٹھنڈے دل سے قبول کرے یا دم کو جلیبی کی شکل بنانے والی اونٹنی ہی جانے جو گلا پر سکوا ہینے کی علامت ہے۔ بہرحال شام صاحب نے یہ لقب خود ہی اختیار کیا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بیرونی سطح کے بعد اندرونی شگوفہ دیکھیے ناظر پروین منظر آغائی صاحب "نظارہ پروین" کس طرح دکھاتے اور ناظرین کو لبھاتے ہیں۔

- مناظر قدرت کی دلآویز صباحت فضائے نوری کی نظر فریب ملاحت حسن معصوم کی برق پاش سادگی عشق مجبور کی حشر انگیز فریاد۔ مینا نہ کا دور مخمور۔ نغمہ و ترنم کی صدائے سرور۔ کاہش درد کی مرتعش آواز سوزش جراحت کے منظر نامے حقیقت و معرفت کے نکات۔ جمال وسکر جذبات حسن کی ناز آفرینی عشق کی کیف آگینی۔ کلام و کلیم بہار و نسیم۔ شمع و تنویر دیوانہ اور زنجیر۔ حیرت و جلوہ۔ کیفیت و نغمہ موج و دریا۔ جام و صہبا سب کچھ پروین کی شعاعوں میں ہے اور نظارہ پروین اہل ذوق کی دست نظر پر مبنی ع

اب دیکھیے تلاطم جذبات کیا کرے

آپ کو واللہ یہ زبان روئے زمین پر بولی جاتی ہے؟ لاحول ولا قوۃ۔ ہو نہ ہو مریخ سے اُتر کے کوئی سنیچر غریب اُردو پر مسلط ہو گیا ہے۔ یا طبلے کے بول ہیں تا تل تک تل تک تادھا دھن تک دھن تک دھاتنے تا کے تن تن نادھے نے کٹ دھم دھائی دھن دھکٹ چیٹ دی تی ٹیک و تیوہ دھا۔ گدھے کی دُم لمبی گدھے کی دم۔ کیا معنی کہ اکثر فقرے طبلے کے بول کی طرح آواز تو رکھتے ہیں مگر معنی ندارد۔ اگر ہماری خاطر سے اس چھوٹی سی پرونیا کی توصیف میں چند فقرے اور بڑھا دیتے تو شاید دام زیادہ لگتے قیمت چڑھ جاتی۔ لیجیے :-

لغت کا اچار۔ پرخوری کی بدہضمی۔ مٹی کی دانی رنڈی کی چورکی۔ اینچا سنگھ کی لنگوٹی ج کے ترن لپا ڈگیت۔ نائکا نہ کے غمزہ ہائے متعفن۔ سنڈاس فطرت کی روح اندرونی۔ ضیاع نہ ناوقت کا ثواب بے بہا۔ زعفران طاہر کا گوزروحانی طبلہ اور مجیرا۔ چھپائی اور بڑھئی حقے کی کیٹ پرانے جوتے کی بیٹ۔ جنات جنت ملوہ دفنا نہ اُمت لوط۔ چونگا اور گگو تنگا۔ تمام لوٹ اور دو برسات کا انیدھن۔ زہرہ اور پینگس۔ کلفہ اور یار۔ بڑھنی اور بھپارا۔ کانٹیں کا حسا نا پیٹ کا سہارا۔

الم غلم۔ چکدار شعر۔ ڈگری ترقی۔ تیل پانی۔ سب
کچھ پروین کی شاعروں میں ہے قدردانی بلبل ہند
کے پیدا کیے ہوئے مشتاقوں پر موقوف (حق)

دنیا کا قرض ادا ہو مکافات کیا کرے

مظہر آفاق ایڈیٹر اور سراج آفاق کی نثر و نظم تو
قابل اعتنا نہیں۔ ہاں اب ہوشیار ہو کے بیٹھیے
شاعر اعظم جناب سیماب صاحب کی باری ہے آپ
گویا اس نکتہ کے دشمن ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ
اگر آپ نہ ہوتے تو پروین بے عقد کی رہ جاتی چنانچہ
"عقد پروین" کے عنوان سے آپ نے اپنی ستارہ شناسی کا
کا اچھا ثبوت دیا ہے۔ پورا مضمون نقل کرنا اور کاغذ کو
اوراق جنت سے انتقال کرنا مراد ہے۔ اور ہم کاغذ
ستیاناس ادھر پڑھنے والا مکدر۔ اس لیے کہ عقد
پروین میں مولانا نے ساری ذہانت و استعداد کا
استغراق فرمایا ہے۔ آج معلوم ہوا کہ حضرت مولانا
نجوم کے ناموں کے بڑے ماہر ہیں۔ اور شاعر کی
اس طعن کی پروا نہیں کرتے ؎

شاعر شدنت بہر فلاکت کم بود
اے خانہ خراب باز رمال شدی

حضرت کے شاگرد بے بدل حضرت ساغر نے
"حقیقتوں" کی پرانی آبادی زمین پر دریافت
فرمائی تھی جس کی آبیاری جھینکتے ہوئے برسوں
نے کی تھی مگر پھر استاد استاد ہی ہے۔ زمین دیکھیے اگلی لیا
فکر سیماب وش بڑے دماغ سے جو اُڑی تو سیدھی
آسمان کی خبر لائی اور وہاں بھی اسے بمقتضائے
ہمت ایک چکلا مل گیا جس میں اجسام نورانیہ
حسن فردوسی کے انداز دکھا رہے ہیں۔ ان کے
نام طبعزاد ہیں بہ زبان پنچ تیئے کا متن یہ ہے
کہ کوکب بزم کہکشاں میں شب بیداری کی دعوت
قبول کرچکی ہے پروین کو ساتھ لیجانا چاہتی ہے
شہاب پروین کی نانا کا ہے وہ اس سلک ناسفتہ
کی شرکت خلاف مصلحت سمجھتی اور امانت
سے جواب دیتی ہے کہ "قصر زہرا" (الف) میں
کنواریوں کا کام نہیں "گھوڑے دبے جاتے ہیں" کی
محفل ہے کوکب نانا کو ذکی کھائی تجربہ کار دیا ہاں

خواہش ہے وہ اس کی پروا نہیں کرتی کہ پروین کی مستی
ہوئی یا نہیں۔ پروین کی سرگرمی کا ابھی نہیں
ہوئی تھی مگر فضائے سماوات کا ہر سیارہ اسکی
ہمکناری کا مشتاق تھا شہاب دریچے میں کی ہو
تھی وہ پروین کو سطح سماوی پر سانس لینے زینت
کرنے کا موقع نہ دیتی تھی ہاں چاند جب گوٹے کی
چاندنی کا پردہ سماوی بہ نظر تماشبینوں کی آنکھوں
کے سامنے کھینچ دیتا تھا تو اسے بربنا ابھار کے
ٹھنڈی ضیاؤں میں چھپن چھپیا کھیلنے کی اجازت
تھی مگر جس طرح تو ہنستا ہے بجلی اور تو روتا ہے چھا
ہے اسی طرح پروین تبسم کرتی تو ہر مسکراہٹ
نئے ستارے جنتی چلی جاتی۔ اور یہ ستارے پروین
کی سہیلیوں میں شمار ہوتے۔ غرض کوکب پروین
کو بزم کہکشاں میں گھسیٹ لے گئی دردوں کی
صحبت میں پہنچا دیا۔ کہکشاں نے فکر و یکا کی
ایک امر عظیم (دہرے کام) سرانجام پانے کا تجربہ
آفتاب کو آواز دو آفتاب قمر کا چراغ گل کرے
اسد اور جھے چھیڑ رہے ہیں زرمفلس سماوی عاشقوں
کو گھر میں گھسنے نہ دے۔ اس نے پروین کے واسطے
روامی قید تجویز کی اور جب پروین ستارے بنانے
ہاروں کی سہیلیاں کہکشاں کی شرکت پر مجبور آجاتی ہیں
تو زحل بنا کالا کمل فلک پوش زحل سیاہ مرقع
پروین کو حجاب میں چھپا۔ مگر کوکب اور شہاب نے رہائی
کی کوشش کی اب یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں کی
کوششیں کامیاب ہوئیں یا نہیں۔ البتہ
مضمون نگار صاحب کا خیال ہے کہ طلسم ٹوٹ گیا
زحل کا قفل چری تنجی ہو چکا۔ بی پروین کھلے بندوں
حسن کے جلوے دکھا رہی ہیں۔ کوکب اور شہاب کو
مژدہ۔ ان کی باہمی رشتہ داری تو مبہم ہے لیکن تعبیری
ضرور بہیں تک کہاں؟

سب بازار آگرہ کے ایک کمرے پر!

بظاہر و اجرام پر ایک اتہام ہے لیکن جاننے والے
کہتے ہیں کسی خفی احسان کا نتیجہ۔ یوں بھی اُتر سکتا
تھا کہ جیسے کی زہرہ و مشتری کا سلسلہ نسب اور کسی
شجرے سے نہیں ملتا تو آسمان سے بچھڑا دیا جائے۔

ہمیں معلوم نہیں کہ ان کا یہ قول کہاں تک صحیح ہے
ہم صرف اعتقاداً تشنہ ہیں کہ قریب زہرہ کی شیخی
کا سامان صرف زمین ہی سے نہیں ہم پہنچایا جاتا
بلکہ فلکی اجرام سے بھی مہیا کی جاتی ہے اب ادھر کا
ٹھکانا نہ زمین پر ہے نہ آسمان پر۔ آپ اگر
ستاروں کی فہرست اٹھا کے دیکھیے تو آپ کہیں
نجم شہاب کوکب کہکشاں کا نام نظر آئے گا
دن کو ملاحظہ کیجیے ادارات کو۔ مولانا کی لیاقت
شعر گڑھنے کے علاوہ ستارے گڑھنے پر بھی قادر
ہے وہ ملک گل میں جو جی چاہے گڑھیں
انھیں یہ بھی اختیار ہے کہ "زہرہ" کی گول
اڑا کے اس کی دم میں دو انسٹرنس دیں
اسکے واسطے ایک قصر بنائیں بات یہ ہے کہ
"قصر زہرا" ایک سماوی بادشاہ نے دہن کے
دارالخلافہ میں بنایا تھا اسمیں ایک خوش اسلوب
سے پربرز تھا وش ایسے رنگ سے بنایا تھا کہ اسکی ضیا
شاہ نشین تک سیدھی پہنچتی تھی اور سیماب کسی وجہ سے
ہلتا تھا تو اسکی تڑپ سے تمام شاہ نشین روشن
ہو جاتی تھی۔ مولانا سیماب کا تخلص اسی سے
نقل کیا جاتا تھا اور ان کی فکر آسمان پر سر بہ
درخشاں وجود شکل انگیز نظارہ متذبذب کر دیتے
اس قصر زہرا کی زینت معلوم نہیں مفتوح ہے
اور اسکے آخر میں ہمزہ بھی موجود ہے۔ ایک زمانہ
تھا کہ اس قصر عالیہ میں بہادران روزگار و دولت
اعصار و دیار جلوہ افروز ہوتے تھے مگر شعرا فکر کو
بکر روشن ضمیر کہتے ہیں لہذا مولانا کی فکر نے اسماء
پر جو "قصر زہرا" تعمیر فرمایا اسمیں کنواریاں جو
املا صحیح رکھنے کی غرض سے زہرہ کی زبر پہ پیش
دے دیا اس پیش کو چاہے قفل دوشیزگی سمجھیے یا
تاریخ عرب کی "نظام" نامے عورت کی چیزیں جا جھپا
جسکے کہ بند میں قفل ڈال دیا گیا تھا کیا معنی کہ زبانی
دیتا کہ پیر ڈھیلے اور ساقی تاک میں تھے چنانچہ کہ کرکے
"قصر زہرا" کی کوئی دوشیزہ رسی نجابت محفلوں میں
اب سے پہلے کبھی شریک نہیں ہوئی۔

(۱) غلط۔ انشا تھا مفہوم سہ دوم شعر شاعر اعظم



(نمبر۱) وطن میں گاڑھا کو بھی کمانے کی راحت و آسائش۔ آپ ہی میاں دربار آپ ہی میاں کھیت کھلیان۔



(نمبر۲) ہندوستان میں تن کے میٹھے اور مرغن پر ہاتھ مارنے کی تکلیف۔ تنخواہ بڑھا دو تقلیل غذا چورن کی محتاج ہے۔

خطاب کسقدر عجیب ہے ۔ تازہ معلومات کی گٹھری کھلی ہوئی ہے ۔ فلک اطلس پرانے حکما کے نزدیک ستاروں سے خالی ہے مگر آپ نے میدان جو خالی پایا تو لگے اپنے جیسے کہیں کہکشاں کو نرم تباتے ہیں کسی مقام پر ایک تارے کا نام قرار دیتے ہیں کہیں خندہ ضیا ہے کہیں کشادہ پروین " کہیں " کشوقی وسعت ہے کسی مقام پر " بزم جلیس " کہیں لاپروائی ہے کہیں " معلوم الحساب " کہیں " پوری مسیحائی " ہے کسی جگہ " منہ تالی " انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے اگر یہی اردو میں اس قسم کی غلط خیالی رواج پا گئی تو کیا حال ہوگا ۔ خصوصاً بی وحید جان " رادو نامہ نگار پروین " کی زبان ایسی تیر بہدف ہو گئی تو واے ستم ہر تماشبین غریب بھکا بکا رہ جائے گا کہ بی صاحب کیا فرماتی ہیں ۔ تماشبین آیا اور آپ نعت ریز ہوئیں " آئینے میں آپ کی دلکیت سے جذبات اور اپنے حسیات میں جلوہ ریزی دم افشا کو برق بلا جاتی ہوں " اس نے مزاج پوچھا اور آپ نے فرمایا " سوز محبت کے نالہ مترنم میں کیفیت کبل ہے " اس نے اظہار تعشق کیا اور آپ بول اٹھیں :-

" بالفعل شرمین غنچہ نگار لبریز ہنسی چکائی تم فرما ہے " اس نے پوچھا آپ کے مجرے کی اجرت ؟ آپ کہنے لگیں " ماسبانی سہر اول کی عروس الافلاک میں بنات البروج کی سست انگڑائی " رخصت ہوا تو کہا :-

پھر کب انداز فگن شہاب تبسم و برق پاش صباحت



سنبھلے ہوں گے ۔؟ "

افسوس تو یہ ہے کہ میاں مظہر اور سراج آغائی بھی یہی زبان بولتے ہیں غریب تماشبینوں کی مشکل انکی ترجمانی سے بھی حل نہ ہو سکے گی ۔ اگر وہ غریب ان سے طالب مدد ہوا اور بی صاحب کے کلمات کا مطلب دریافت کرنے لگا تو جواب تعریف المجہول بالمجہول ہوگا ۔ میاں مظہر آغائی کہیں گے " جراحت مضطر عشق میخانہ ۔ نکات کیف آگین اتنویر اضطرار جام صہبا "

میاں سراج صاحب فرمائیں گے :-

" افق ارض تاج بزم نور تفرقات وتاریکی تجلیات میں رہتی ورد مشتاق نگاہی کی ضیا پاشی ہے "

رہ گئے بقول خود ناقد صاحب تو انھوں نے اکثر مضامین کی ابتدا میں ایک نوٹ لکھا ہے ان عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ غریب الذہن تماشبینوں کی مشکل ان سے بھی حل نہ ہوگی ۔ یہ سائل کے جواب میں کہیں گے :-

" سیمابی کیفیات کی مستی کائنات میں وارد صباحت کو لامتناہی تاج اعلیٰ علوم نقلیات کے قارئیں پروین ماہر فلسفۂ عصمت حسن کی نگاہ شوق سے شوخی ہمکنار اور پھر معدوم ہر حقیقت نفس کو نفس حقیقت ثابت کرکے نظم شعور بناتے اور منجذب کیفیات کی رم میں یا نوع قلاسی باندھ کے نغمۂ تواجد ہوتے ہیں کہ کلفتہ ۔

توحید کی جلوہ گاہ ہوں جیسے حسن میسر ہو
مخمور شراب وحدت کو پیمانۂ دل ہی ہو
بجلی کے نور کو کرتی ہیں بادل کے شعور تواجد میں
اک شان تواجد ہوتی ہے اک راز تکلم ہوتا ہے
دور ٹکا بو بھونٹے گئے دور ٹشتا بو بھونٹے

جھک مار کے سیماب صاحب کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جنکی تذلیل علم و ادب اس جہالت کی ذمہ دار ہے اور وہ یوں رقص نما سے اور تعاشق ہوں گے ہ

" سیماب حقیقت میں فطرت کا نسخہ ہے "

دوسرا مصرعہ یاد نہیں نومبر سنہ ۲۴ء کے پیمانہ میں دیکھئے الطور الطور ۔ اور طور صاحب کہیں گے :-

" اک راز کلام ہے مستغنی کلیم اک شان توحید ہے باستغنائے وحید " تمام قوم ایک ہی زبان میں بات چیت کرے گی اور مطلب کسی طرح صاف نہ ہوگا ۔

مذکورۂ بالا فقرات کے اکثر الفاظ پروین کے مضامین سے ماخوذ ہیں ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ خدا نخواستہ ہم بھی اس قوم میں داخل ہو گئے ۔ اگر مہلت ہوئی تو پھر کبھی نوشتہ پروین کے ایک ایک ستارہ کا حال سنائیں گے ۔ بالفعل تصادم حسن و عشق پر خاتمہ ہے لیجئے ایک مرافہ دریا کے کنارے نیم قد گھڑی ڈیل کا میل پکیل مچھڑا رہی تھی کہ حریف پہونچگیا ۔ بی صاحب نے انگڑائی لے کے سارا نشیب و فراز دکھا دیا ۔ گھور رم گھاڑا ہوئی آئندہ جو کچھ ہوتا ہے وہی ہوگا ۔ غالباً آئندہ نمبر میں ساتوں کرم پورے ہو جائیں گے والسلام ۔

راقم خواجہ علی محمد خاں اکبرآبادی

مولانا پنچ کی نوٹ بک

راجہ صاحب سکیت پر ایک غزل کی سکیت بڑی بیچارے دیرہ دون میں جلاوطنی کے دن پورے کر رہے ہیں دوسری سکیت اکلوتی لڑکی کا انتقال ہے ۔

بحوالۂ مرقومہ روزنامہ ہمدم معلوم ہوا کہ دلی کی رانی صاحبہ اچھی طرح اردو نہ لکھ سکیں رانی نے لیڈی ریڈنگ کے نام شکایت نامہ لکھا اسکا جواب نہ ملا۔ غالباً رانی صاحبہ اپنے دل میں گلہ کرتی ہونگی۔ مگر گلا بیکار ہے یہ شکایت نامہ تھا کسی دعوت کا نیوتا نامہ تھا۔ جو ٹھینگا سے ویری گڈ (?) کی صدا فی الفور سنی جاتی۔

خدا جانے رانی صاحبہ لیڈی ریڈنگ سے کیا توقع رکھتی تھیں اگر کبھی کی پرانی راہ و رسم تھی تو ... کا بی بی جات ہمارا تمہارا ساتھ۔ بچھڑ گیا ساتھ مشہور گنوارو مثل ہے۔ اب وہ چیزیں نہیں رہیں (ریاست) جو دوستی کی جڑ تھی۔ دوسرے ولایتی دوستی اور ہندوستانی دوستی میں زمین آسمان کا فرق ہے ایک ہندوستانی خاتون ماتم پرسے کو غیر گھر جاتی ہے تو منہ ڈھانپ کے روتی ہے۔ برخلاف اسکے ولایتی لیڈی بہت متاثر ہوئی تو ہمدردی کا تار دیتی ہے۔ اب تو اس تار بازی کا موقع بھی نہیں رہا ہے۔

ایک قلندر صاحب نے مولویوں سے سنا کہ شخص بالغ عاقل پر رویت ہلال ماہ رمضان کے بعد روزہ واجب ہے۔ قلندر نے دل میں کہا آج سے جو رمضان کا چاند دیکھے اسکی ایسی تیسی۔ نہ چاند دیکھیں گے نہ روزہ واجب ہوگا اتفاقاً ایک دن حوض میں چاند کا عکس نظر آ گیا۔ مگر ادھر ادھر دیکھ کے کہنے لگے۔

شکر ہے کوئی گواہ یہاں نہیں ہے۔ میاں چاند تم میری آنکھوں میں بھی گھس جاؤ تو بندہ رمضان کے روزے رکھنے والا نہیں۔

اصلاحات کی رو سے جو نئی کونسلیں بنائی گئی ہیں ان سے کوئی فائدہ نہیں دنیا بھر کی انتخابی مجلسیں کثرت رائے پر فیصلہ کرنے کی پابند ہیں مگر یہاں یہ انوکھی منطق ہے کہ گورنر صاحب کثرت رائے کی پرواہ بھی برابر نہیں فرماتے۔ نہ چاند دیکھیں گے نہ روزہ رکھنا پڑے گا خلاف مرضی کا قانون پاس یا مسترد ہوا اسمبلی کونسل میں بھی ہلال کی صورت دیکھی تو ادھر ادھر دیکھ کے فرماتے ہیں یارو گم لاکھ پیچھے پڑو خدا سے ڈرو اور حکام ڈسنے والے کی ایسی تیسی۔

تاریخ مسعودی میں ابن قطامی اتالیق خلیفہ مہدی عباسی کی زبانی ایک حکایت لکھی ہوئی ہے کہ ایک بادشاہ نے نشہ کی ترنگ میں اپنے دو محبوب مصاحب کو قتل کر ڈالا جب نشہ اترا تو پچھتائے مگر مقتضائے محبت حکم دیا کہ میرا دو خلیفۂ مقتول کردہ ہر آئندہ روز سے جبراً قبروں کا سجدہ کراؤ جو نہ مانے اسے پکڑ لاؤ ہم دو سوال اسکے پورے کر کے اسے بھی ٹھنڈا کر دینگے۔ بیسیوں شہید ہوئے اور ہزاروں نے سجدہ کیا اتفاقاً ایک روز کوئی دھوبی صاحب گدھے پر گندی کا گٹھرا استری پاٹلا لادے گھاٹ جا رہے تھے کہ سرکاری پیادوں نے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور حرف انکار کہتے ہی جہاں پناہ کے سامنے پکڑے گئے۔ بادشاہ نے کہا تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ جواب دیا کہ سجدہ تو کیا تھا حضور کے پیادے جھوٹے ہیں مگر بیچارے دھوبی کا عذر پیادوں کے مقابلے میں قابل سماعت نہ ٹھہرا۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ یہ بھائی تمہاری قضا آ گئی۔ مرنے سے پہلے دو خواہشیں ظاہر کرو اور پھر کلمہ پڑھ کے خدا کے گھر کی راہ لو۔ دھوبی بڑا ذہین تھا جھٹ گٹھرے سے گندی کرنے کی موگری نکالی اور کہنے لگا سنیئے حضور میری پہلی خواہش یہ ہے کہ حضور گردن جھکائیں اور میں ایک موگری سے حضور کی نازک گردن پر گندی کروں اب تو بادشاہ سلامت لگے بغلیں جھانکنے وزیروں کی طرف دیکھا وزیر تھے اگلے زمانے والے انھوں نے دست بستہ ایفائے عہد کی طرف اشارہ کیا۔ اگر ان کی جگہ ہمارے بڈھو سشر لاڈ جارج ہوتے تو حیل حجت کرتے۔ غرض دھوبی نے بسم اللہ کہہ کے جو ایک ضرب گردن پر لگائی تو بادشاہ صاحب کی جان پر بن گئی۔ غش آ گیا۔ چادر جان میں گھٹنے پڑے۔ پچھ بیٹھے چارپائی پر ... سوزن میں دستہ روئی سے حلق میں پھوڑی دکھی۔ جب افاقہ ہوا تو دھوبی کو بلا کے پوچھا تو دوسری آرزو ہے؟ اس نے پھر موگری اٹھائی اور کہنے لگا اب کے چت لیٹیے۔ ہائے ہائے یہ سننا تھا کہ بادشاہ سلامت کے حواس کا تیل نکل گیا۔ مگر وزیروں نے کہا دو۔

"خداوند قول مرداں جان دارد"

سلطان عالم بہت جھلائے دھوبی سے فرمایا کیوں جی تم نے سجدہ کیا تھا یا نہیں۔ دھوبی نے پھر اقرار کیا۔ فوراً جہاں پناہ اٹھے دھوبی کی پیشانی چومی ارشاد فرمایا یہ پیادے حرامزادے جھوٹے اور تو سچا ان جھوٹوں کو میں نے تیرے سپرد کیا۔ انھیں جھوٹ بولنے کا مزا چکھا اور میری جان چھوڑ۔ سنتے ہیں کہ سرونگل اوڈوائر اب بھی کمک پرانے محبوب مصاحبوں (قراتیموں) کی قبروں کو سجدہ کرواتے پھرتے ہیں کاش ولایت کا انصاف پسند دھوبی موگری نکال کے سیدھا ہو جاتا یا تمام ہندوستانی ولایتی دھوبی ہو جاتے تو مزا آتا۔ کیا معنی کہ ہم سے بھی حکومت نے کئی مرتبہ کہا ہے۔

"مانگ کیا مانگتا ہے"

جس انصاف کی ستائش کی جاتی ہے اسکی خوبی کا امتحان اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک لندن میں کامیابی نہو۔

"مرد وہی ہے جو اپنے قول و قانون سے نہ پھرے"

خاکسار ایڈیٹر کی بیماری کا سلسلہ ابھی طرح جاری ہے۔ اسی وجہ سے ایڈیٹوریل کالم خالی رہتے ہیں معاف فرمائیے۔ ایڈیٹر

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

مفرح کبریت مشک

[illegible] ... قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ... دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے ... سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے۔

قیمت فی بکس ۱۰ خوراک ...

ماء اللحم عنبری آتشہ خاص الخاص

[illegible] ... دور کرتا ہے ... تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس چاندی مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت ... ہوئی طاقت ... [illegible] ... بیان سے باہر ہے۔

فی شیشی ...

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible] ... قیمت فی بکس ... خوراک ... محصول ڈاک ...

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی کارڈ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے — منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ — فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

شاہی زردہ

پہلے آزمائیے — شاہی زردہ لیجیے

عمدہ ترکیب سے مقبول خلائق ہو کر شاہی زردہ بنا مقبول عام شاہی زردہ

عام طور پر ... [illegible]

ہمارا شاہی زردہ ... [illegible]

شاہی زردہ ... [illegible]

شاہی زردہ

قیمت فی سیر ...

ایک تولہ کی شیشی قیمت ...

پانچ تولہ کا ٹین قیمت ...

زردہ و تمباکو مختلف اقسام

[illegible]

المشتہر

مقبول اینڈ کو مالک کارخانہ شاہی زردہ نمبر ۲۵ ... چیت پور روڈ۔ کلکتہ

موسیقی کا معجزہ

دیکھئے

معارف النغمات

[illegible] ...

حصہ اول ... محصول ڈاک ...

حصہ دوم ... [illegible] ... محصول ڈاک

ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مطبع ... میں چھپ کر باہتمام ... شائع ہوا۔